اذان کا جواب دینے میں مشغول ہونا بہتر ہے یا افطار میں جلدی کرنا؟

[الأردية – اُردو – Urdu]

فتوی: اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

أيهما أولى وأفضل:الاشتغال بإجابة الأذان أم تعجيل الإفطار؟

فتوى:موقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:موقع دارالإسلام

اذان کا جواب دینے میں مشغول ہونا بہتر ہے یا افطار میں جلدی کرنا؟

101582: سوال: کہتے ہیں کہ اذان کا سماع واجب ہے، لیکن مغرب کی اذان کے وقت افطاری کرنے والے شخص کے متعلق کیا حکم ہے، آیا کھانے میں مشغول ہونے کی بنا پر اسے اذان کا جواب دینا معاف ہے؟ اور فجر کی اذان کے وقت سحری کرنے میں اسی چیز کا کیا حکم ہے؟

Published Date: 2009-09-02

جواب:

الحمدللہ:

اذان کے کلمات دہرانے اور مؤذن کے کلمات کی متابعت کرنے کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، اور جمہور علماء کا قول ہی صحیح ہے، کہ اس کی متابعت واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے، مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کا یہی قول ہے .

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" ہمارا مسلک یہی ہے کہ اذان کی متابعت سنت ہے واجب نہیں، اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے، لیکن امام طحاوی رحمہ اللہ نے بعض سلف سے اس کے خلاف ذکر کیا ہے کہ یہ واجب ہے"۔ انتہی .

دیکھیں: المجموع (۳ / ۱۲۷)

اور ((المغنی)) میں امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے :

"اور اگر وہ اس کے کہنے کی طرح نہ کہے (یعنی اذان کا جواب نہ دے) تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔ آپؒ کا قول تصرّف کے ساتھ ختم ہوا .

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (۱ / ۲۵۶)

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک بن حویرث اور ان کے ساتھیوں کو یہ فرمان ہے :

(إذا حضرت الصلاة فليؤذّن لكم أحدكم ، وليؤمكم أكبركم)

”جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے کوئی ایک شخص تمہارے لیے اذان کہے اور تم میں سے سب سے بڑا تمہاری امامت کرائے“۔

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ متابعت واجب نہیں، اس کی وجہِ دلالت یہ ہے کہ: یہ تعلیم کا مقام تھا اور اس میں ضرورت ہوتی ہے کہ ضرورت کی

ہر چیز بیان کی جائے، ہو سکتا ہے اس وفد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا علم نہ ہو جس میں اذان کی متابعت کا ذکر ہے، تو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت ہونے کے باوجود اس پر متنبہ نہیں کیا، اور پھر یہ وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن ٹھہرا، اور پھر وہاں سے اپنے علاقے واپس چلا گیا، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب نہیں، زیادہ قریب اور راجح یہی ہے"۔ انتہی .

دیکھیں: الشرح الممتع (۲ / ۷۵)

اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں " ابن شہاب عن ثعلبہ بن ابی مالک القرظی " کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خبر دیا کہ:

”وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمعہ کے روز نماز پڑھا کرتے حتیٰ کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ مسجد میں آتے، جب وہ مسجد میں آتے اور منبر پر بیٹھ جاتے اور مؤذن اذان دینے لگتے۔

ثعلبہ کہتے ہیں: ”ہم بیٹھ کر باتیں کرتے، اور جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہو جاتے اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ

کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگتے تو ہم خاموش ہو جاتے، اور ہم میں سے کوئی بھی شخص بات چیت نہیں کرتا"۔

مؤطا امام مالک (۱ / ۱۰۳)

ابن شہاب کہتے ہیں :

"چنانچہ امام کی آمد نماز کو کاٹ دیتی، اور اس کی گفتگو (یعنی خطبہ) بات چیت کے سلسلے کو ختم کر دیتی ہے"۔

اور ((تمام المنۃ)) میں علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

" اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ مؤذن کے اذان کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور

میں حالتِ اذان بات چیت کرنے پر عمل رہا ہے، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عمل پر خاموشی اختیار کی ہے، مجھ سے اذان کا جواب دینے کے وجوب کے متعلق بہت زیادہ سوال کیا گیا ہے تو میں نے یہی جواب دیا ہے"۔ انتہی ۔ ملاحظہ فرمائیں: تمام المنۃ(۳۴۰)

مندرجہ بالا سطور کی بنا پر اگر کوئی شخص اذان کا جواب نہیں دیتا اور اس کی متابعت نہیں کرتا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا، چاہے وہ کھانے پینے میں مشغول ہونے کی بنا پر جواب نہ دے سکا، یا پھر کسی اور کام کی وجہ سے، لیکن اس طرح وہ اجر عظیم سے محروم ہو جاتا ہے ۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ . فَقَالَ أَحَدُكُمْ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ . ثُمَّ قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . ثُمَّ قَالَ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ . قَالَ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ . ثُمَّ قَالَ : حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ . قَالَ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ . ثُمَّ قَالَ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ . قَالَ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ . ثُمَّ قَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ

اللّٰه أكْبَر . قَالَ : اللّٰه أَكْبَر اللّٰه أَكْبَر . ثُمَّ قَالَ : لَا إِلَه إِلَّا اللّٰه . قَالَ : لَا إِلَه إِلَّا اللّٰه من قَلْبه دَخَل الْجَنَّة)

”جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ دہرائے، اور جب وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ کہے، اور جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ کہے تو سننے والا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر جب مؤذن حیّ علی الفلاح کہے تو سننے والا بھی لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، اس کے بعد مؤذن جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو سننے والا بھی اسے کہے، اور جب مؤذن لا الہ الا اللہ کہے، تو سننے والا اسے خالص دل سے

کہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا (بشرطیکہ ارکان اسلام کا بھی پابند ہو)"۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (۳۸۵)

جلد افطاری کرنے اور اذان کا جواب دینے میں کوئی تعارض نہیں ہے، روزہ دار کے لیے غروب شمس کے فورا بعد جلد افطاری کرنا اور اذان کا جواب دینا ایک ہی وقت میں ممکن ہے، تو اس طرح وہ دونوں فضیلت والے کام کو جمع کر سکتا ہے، ایک تو افطاری جلد کرنے کی فضیلت، اور دوسری مؤذن کے اذان کا جواب دینے کی فضیلت .

اور لوگ قدیم زمانے سے اور آج بھی کھانے کے دوران بات چیت کرتے چلے آرہے ہیں اور وہ کھانے کو بات

چیت کرنے میں رکاوٹ نہیں سمجھتے تھے، البتہ اس بات پر متنبہ رہنا چاہیے کہ افطاری میں جلدی کسی بھی چیز کے ساتھ ہو سکتی ہے، چاہے تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو، جیسے کہ ایک کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ، (افطاری کا) معنٰی یہ نہیں کہ پیٹ بھر کر کھایا جائے۔

اسی طرح یہی بات اس وقت بھی کہی جائے گی جب فجر کی اذان ہو رہی ہو اور وہ سحری کھا رہا ہو، تو وہ بغیر کسی ظاہری مشقت میں پڑے دونوں چیزوں کو کر سکتا ہے۔

لیکن (اس بات کا خیال رہے کہ) اگر مؤذن فجر کی اذان وقت ہونے (طلوع فجر) کے بعد کہتا ہے، تو اذان سنتے ہی کھانے پینے سے رکنا واجب ہے۔

اور (مزید تفصیل کے لئے) سوال نمبر (66202) کے جواب کا ملاحظہ فرمائیں۔

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

(محتاج دُعا: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی azeez90@gmail.com)